اتوار
۲۳۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۳۶ | اتوار ۔ ۱۷۔ جمادی الاول ۔ ۱۴۱۵ھ ' ۲۳۔ اخاء ۱۳۷۳ ھش ' ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

خدا تعالیٰ کی نظر ہمیشہ تقویٰ پر ہوتی ہے

خدا تعالیٰ نہ محض جسم سے راضی ہوتا ہے نہ قوم سے۔ اس کی نظر ہمیشہ تقویٰ پر ہوتی ہے (-) یعنی اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی رکھنے والا وہی ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہو۔ یہ بالکل جھوٹی باتیں ہیں کہ میں سید ہوں یا مغل ہوں یا پٹھان اور شیخ ہوں۔ اگر بڑی قومیت پر فخر کرتا ہے تو یہ فخر فضول ہے۔ مرنے کے بعد سب قومیں جاتی رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور قومیت پر کوئی نظر نہیں اور کوئی شخص محض اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کی وجہ سے نجات نہیں پاسکتا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دیکھو خدا یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاوے۔ بعض لوگ اپنے شرکاء نفسانی کے واسطے بہت حصہ رکھ لیتے ہیں اور پھر خدا کا بھی حصہ مقرر کرتے ہیں۔ سو ایسے حصہ کو خدا قبول نہیں کرتا۔ وہ خالص حصہ چاہتا ہے۔ اس کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک بنانے سے زیادہ اس کو غضبناک کرنے کا اور کوئی آلہ نہیں ہے۔ ایسا نہ کرو کہ کچھ تو تم میں تمہارے نفسانی شرکاء کا حصہ ہو اور کچھ خدا کے واسطے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں سب گناہ معاف کروں گا مگر شرک نہیں معاف کیا جاوے گا۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۱۴۶)

مصائب اور ابتلاؤں کے دن کامیابی کی کلید ہوتے ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

(صاحب ایمان) پر ہر ایک مصیبت جو آتی ہے۔ وہ اپنے ساتھ دو نشان رکھتی ہے ایک اس کے آنے کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے اور ایک جانے کے ساتھ۔ جب آنے والا پورا ہو جائے جو دشمنوں سے تعلق رکھتا ہے۔ تو پھر اس کے جانے والا نشان پورا ہونا ہوتا ہے جو (ایمان والوں) سے متعلق ہونا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بہت زیادہ اور بڑھ چڑھ کر کوشش کرتے ہیں۔ اور جب کامیاب ہو جاتے ہیں تو ان کا ایمان بہت ترقی کر جاتا ہے۔

اس قسم کے مصائب وغیرہ کا آنا خدا تعالیٰ کی سنّت ہے۔ جو پہلے لوگوں سے ہوتی آئی ہے۔ اس زمانہ اس کے خلاف ہماری جماعت کے ساتھ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہماری جماعت وہ انعامات تو حاصل کرلے جو پہلے لوگوں نے حاصل کئے تھے مگر ان مشکلات سے نہ گزرے۔ جن سے پہلے لوگ گزرے ہیں۔ جس محنت۔ ایثار اور قربانی کے بعد لوگوں نے شیریں پھل کھائے ہیں وہی ہمیں کرنی پڑے گی۔

پس ہماری جماعت کو چاہئے کہ ان مصائب اور مشکلات سے گھبرائے نہیں بلکہ اور آگے بڑھے۔ جو کم حوصلہ گھبرا جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہم کہتے ہیں۔ کیا حضرت (بانی سلسلہ) نے نہیں فرمایا تھا۔ کہ مصائب پر مصائب آئیں گے ضرور فرمایا تھا۔ اب آپ کی یہ (خدائی خبر) پوری ہو رہی ہے لیکن آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مصائب کے بادل چھٹ بھی جائیں گے۔ پس جب ایک پہلو پورا ہو رہا ہے۔ تو ضرور ہے کہ دوسرا بھی پورا ہو۔ اور مبارک ہے وہ جو دوسرا پہلو پورا ہونے تک صبر اور استقلال سے کام لے۔ اور اپنے آپ کو ملنے والے انعامات کا مستحق بنالے۔ کیونکہ یہ مصیبتیں اپنے ساتھ بشارت کی ہوائیں رکھتی ہیں۔ قبل اس کے کہ یہ فسادیہ مصیبتیں اور یہ فتنے ہوتے حضرت (بانی سلسلہ) نے فرمایا تھا کہ ایسا ہو گا۔ چنانچہ وہ وقت آگیا اور اس نے بتا دیا کہ جو کچھ (حضرت بانی سلسلہ) نے کہا تھا وہ پورا ہو گیا پھر اس نے کہا تھا کہ جب وہ فتنے آئیں گے تو تم میں سے جو استقلال کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں گے۔ اور ہر قسم کی قربانی کر کے دکھادیں گے وہ کامیاب ہو جائینگے پس جب ایک بات پوری ہو گئی ہے تو چاہئے کہ تم دوسری کے پورا ہونے کے لئے پوری ہمت اور کوشش سے کام لو۔

یہ مصائب اور ابتلاؤں کے دن کامیابی کی کلید ہوتے ہیں۔ لیکن ضرور ہے کہ وہ لوگ جو دوسرے دنوں کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ سنّت قدیمہ کے مطابق اپنے مالوں اور اپنی جانوں کی قربانی کر کے دکھائیں۔ پس ان مصائب اور مشکلات میں خواہ وہ مالی ہوں یا جانی۔ خواہ دشمنوں کے شر کے متعلق ہوں یا اپنی غلطیوں کے نتیجہ میں۔ ان میں چاہئے کہ (صاحب

باقی صفحہ ۷ پر

اعلان نکاح

○ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن نے جلسہ سالانہ انگلستان ۹۴ء کے موقع پر عزیز مکرم ڈاکٹر علیم الدین صاحب ابن مکرم چوہدری رشید الدین صاحب مربی سلسلہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ ساجدہ صاحبہ بنت مکرم چوہدری نعمت اللہ صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد۔ پچاس ہزار روپے حق مہر پر فرمایا۔ اسی جلسہ میں آپ نے مکرم مظفر احمد چوہدری ابن مکرم چوہدری نعمت اللہ صاحب کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ عنیقہ مبشر صاحبہ بنت مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب فیصل آباد۔ پچاس ہزار روپے حق مہر پر فرمایا۔ ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

دفتر صدر عمومی کے تحت
ایمرجنسی سینٹر کا قیام

○ دفتر صدر عمومی کے تحت ایک ایمرجنسی سینٹر قائم کیا گیا ہے۔ کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے اس سینٹر سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کسی حادثہ کی صورت میں' آگ لگنے کی صورت میں یا اور کسی نوعیت کی ہنگامی مدد کے لئے یہ سینٹر فوری طور پر مستعد معاونین کی وساطت سے مدد بہم پہنچا سکتا ہے۔ اس غرض کے لئے ایک امدادی ٹیم ہر وقت اس سینٹر میں موجود رہے گی۔ نیز رات کے اوقات میں ایمبولینس بھی میسر ہو گی۔ صبح کے اوقات میں اگر ایمبولینس مصروف نہ ہوئی تو مہیا کی جائے گی۔

اس سینٹر کے مندرجہ ذیل دو ٹیلی فون نمبر ہیں۔ 115 - 211516

115 نمبر پر ڈائل کرنے پر محکمہ ٹیلی فون کسی قسم کا بل وصول نہیں کرے گا بلکہ یہ فون فری ہو گا۔ یہ نمبر پہلے فضل عمر ہسپتال کے زیر استعمال تھا جسے اب دفتر صدر عمومی میں منتقل کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ ہسپتال کو جو نمبر دیا گیا ہے وہ ۱۱۱ ہے۔ (115 کا نمبر صرف DIGITAL نمبروں سے ڈائل ہو گا)

(صدر عمومی)

توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو اور کبھی مردہ نہ ہونے دو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۲۳- اخاء- ۱۳۷۳ ھش ۲۳- اکتوبر ۱۹۹۴ء

دین اور دنیا کی خبریں

جب تک تحریر ایجاد نہیں ہوئی تھی یعنی انسان کو لکھنے کا فن نہیں آتا تھا علم صرف دیکھنے یا سننے یا مس کرنے سے حاصل ہوتا تھا۔ لوگ چیزوں کو دیکھتے تھے اور ان کے متعلق ان کے ذہن میں کچھ نقش بیٹھ جاتے تھے۔ یہی نقش ان کا علم تھا' یا سنتے تھے اور بعض اوقات کسی بات کو کئی بار سنتے تھے تو انہیں وہ بات یاد ہو جاتی تھی۔ یہ بات بھی ان کے علم میں اضافے کا باعث بنتی تھی۔ یا اگر وہ دیکھ نہ سکیں تو چیزوں کو ہاتھ لگا کر معلوم کرتے تھے کہ وہ کیا ہیں اور کیسی ہیں اور یہ بھی ان کے علم کا ایک جزو بن جاتا تھا۔ لیکن جب سے انسان نے لکھنا سیکھ لیا ہے۔ ہمارا بہت سا علم تحریروں کے ذریعے ہم تک پہنچتا ہے۔ کسی بات کو احاطہ تحریر میں لا کر اسے بہت سے لوگوں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ اور جب بہت سے لوگوں کو علم حاصل کرنے کی پیاس ہو تو یہ بات لازمی ہو جاتی ہے کہ تحریر ہی کے ذریعے ان تک باتیں پہنچائی جائیں اور ان کے علم میں اضافہ کیا جائے۔

تحریروں میں سے ایک تحریر اخبارات ہیں۔ انسان نے اپنی زندگی کے آغاز ہی سے اس دنیا کی طرف مختلف جہات میں دیکھ کر معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض اوقات اضافہ علم کے لئے اور بعض اوقات محض دلچسپی کے لئے۔ آہستہ آہستہ یہ اضافہ علم اور دلچسپی اخبارات کے ذریعے لوگوں تک پہنچائی جانے لگی۔ اس وقت ہم اخبارات کے آغاز اور اس کی تاریخ کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ اخبارات کا اس رنگ میں ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اضافہ علم کا بھی باعث بنتے ہیں اور ہماری دلچسپی کا بھی اور اگر آج کل کے اخبارات دیکھے جائیں تو وہ زیادہ تر دلچسپی ہی کا باعث بنتے ہیں۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ ان سے جو اضافہ علم ہوتا ہے وہ بھی ہماری دلچسپی ہی کا ایک عنصر ہے۔ مثلاً گھر بیٹھے ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بوسنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ لبنان کی اس وقت کیفیت کیا ہے۔ کابل کے حالات کیا ہیں۔ فلسطینی اور اسرائیلی اپنے معاہدے میں کیا پیش رفت کر رہے ہیں اور ایسی ہی دیگر باتیں۔ ان باتوں کا ہمارے ساتھ ذاتی طور پر کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ نہ ہم نے ان علاقوں میں جانا ہوتا ہے نہ ان علاقوں کے حالات میں اپنے آپ کو ملوث کرنا ہوتا ہے ہم یہاں بیٹھے ان سب علاقوں یا ان سب علاقوں کی خبروں کے متعلق کیا کر سکتے ہیں یہ محض اپنے اضافہ علم کے لئے ہے اور یہ ایسا اضافہ علم ہے جس کا ہماری دلچسپی سے بھی تعلق ہے۔ یعنی باوجود اس کے ہم ان علاقوں کے متعلق کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ہمیں اس بات سے دلچسپی ہے کہ ہم یہ معلوم کریں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے اور اس بات کے پیش نظر ہم صبح اٹھتے ہی پہلی بات جو دیکھنا چاہتے ہیں۔ خاص طور پر ناشتہ کی میز پر وہ اخبارات ہیں۔ اخبارات میں جو کچھ لکھا جاتا ہے نہ اس میں ہماری مرضی کا دخل ہے نہ ہماری پسند کا دخل ہے۔ جو خبریں اخبارات کو مہیا ہوتی ہیں وہ جیسی کیسی بھی ہوں انہیں جس انداز سے وہ چاہیں ہمارے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ اور انہی اخبارات سے ہم اپنی دلچسپی اور اپنے ذوق کو پورا کرتے ہیں۔

آج کل اخبارات کی اور خاص طور پر بڑے بڑے اخبارات کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق اپنے ایک ہی اخبار میں ضروری معلومات مہیا کر دیں۔ اگرچہ اس اخبار میں شائع شدہ ہر خبر سے ہر شخص کی دلچسپی نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود وہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ جس خبر کے متعلق بھی کسی نہ کسی کی دلچسپی ہو سکتی ہے وہ اخبار میں آجانی چاہئے یہ مقابلے کا زمانہ ہے۔

ان ساری باتوں سے ہمیں یہ خیال بھی آیا کہ اگر دنیا کی باتوں سے ہمیں اتنی دلچسپی ہے تو کیا دین کی باتوں سے اتنی یا اس سے بھی زیادہ دلچسپی نہیں ہونی چاہئے' کیا ہمیں دین کے متعلق ساری معلومات حاصل نہیں ہونی چاہئیں جن کا ہماری زندگی کے ہر شعبے سے تعلق ہے یقیناً ہمیں یہ باتیں معلوم ہونی چاہئیں۔ ہم اس کالم میں اس وقت صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ساری دنیا سے دلچسپی لیجئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دینی معلومات سے بھی بھرپور دلچسپی لیں۔ خاص طور پر اپنے بچوں کو اس طرف توجہ دلائیے کہ اگر وہ دنیاوی خبروں پر نظر رکھتے ہیں تو دینی خبروں پر نظر رکھنا بھی ان کے لئے نہایت ضروری ہے۔ دینی دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے یہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کون کون اس میں حصہ لے رہا ہے کون کس سے آگے بڑھ گیا ہے۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو دینی طور پر ان کے علم میں ہونی چاہئیں۔ ان باتوں میں انہیں اپنے علم میں اضافہ کرتے رہنا چاہئے۔

میری باتیں ہی میرا ورثہ ہیں
اور تو کچھ نہیں ہے میرے پاس
بات کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں
شائد اس طرح بجھ سکے گی پیاس

ابوالاقبال

ہم غرق ہیں جس میں وہ سمندر نہیں ملتا
آنکھوں میں سما کر کوئی منظر نہیں ملتا

کرتا ہے نہ ملنے کی ہمہ وقت شکایت
ہم ملنے چلے جائیں تو گھر پر نہیں ملتا

مفتوح تو ہو سکتے ہیں امصار و ممالک
لشکر تو میسّر ہے سکندر نہیں ملتا

اللہ رے ہے عجز و نیاز اور وفا بھی
کہتے ہیں کہ مجھ سا کوئی احقر نہیں ملتا

مسکن ہے جہاں اس کا ادھر ہم نہیں جاتے
جاتے ہیں جدھر غیر کا بھی گھر نہیں ملتا

اس شہر میں کیا لوگ پرستش نہیں کرتے
مسجد نہیں ملتی کوئی مندر نہیں ملتا

سمجھے گا مری نیم شبی آہ و بکا کون
دل ملتے ہیں لیکن دل مضطر نہیں ملتا

سادہ سی ہے تحریر نسیم آپ کی ہستی
اس میں تو کوئی حرف مکرر نہیں ملتا

نسیم سیفی

مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثاء توجہ فرماویں

۲۔ حضرت صاحب کے ارشاد کے تحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشاندہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقبل انتظام کیا جا سکے۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی' دارالضیافت ربوہ

مولانا عبدالباسط شاہد

عالم باعمل حضرت مولانا غلام رسول راجیکی

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی نے کسی مدرسہ یا مکتب سے باقاعدہ تحصیل علم تو نہ کی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی فطرت و طبیعت ودیعت فرمائی تھی جس میں علمی ذوق اور مجاہدات کی رغبت پائی جاتی تھی۔ اپنی اسی غیر معمولی صلاحیت کی وجہ سے انہیں علوم متداولہ میں حیرت انگیز مہارت حاصل ہوگئی۔ علم قرآن حدیث علم فقہ و میراث۔ علم صرف و نحو کے علاوہ طب۔ نجوم۔ تصوف۔ جفر وغیرہ علوم میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ عربی۔ اردو۔ فارسی پنجابی چاروں زبانوں کے قادر الکلام شاعر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت دعا میں بھی عجیب مقام بخشا تھا اور اس وجہ سے آپ کے رستہ میں آنے والی مشکلات مہمات آسان کر دی جاتی تھیں اور خدائی تائید و نصرت کے نشانات ظاہر ہوتے۔ آپ کی زندگی کے بعض مفید دلچسپ واقعات حیات قدسی کی پانچ جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب کسی طرح بھی مکمل نہیں ہے بلکہ محض تحدیث نعمت کے طور پر منتخب واقعات ہی بیان کئے گئے ہیں۔

آپ کو بے شمار تربیتی اور علمی تقاریر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ایسی چند تقاریر کا ذکر حضرت مولانا کے الفاظ میں درج ذیل ہے حضرت مولانا غلام رسول راجیکی اپنی ایک علمی گفتگو اور تقریر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

چوہدری علی بخش صاحب تعلیم یافتہ اور حد درجہ متعصب اور مخالف احمدیت تھے اور ان کے لڑکے مکرم چوہدری شیر محمد صاحب احمدی ہو چکے تھے۔ دونوں کے درمیان مذہبی اعتبار سے بہت اشتقاق اور اختلاف رہتا تھا۔ جب میں چک نمبر ۳۳ جاتا اور چوہدری شیر محمد صاحب کی تحریک پر ان کے مکان کے صحن میں تقریر کرتا تو چوہدری علی بخش صاحب کمرے کے اندر چھپ جاتے اور جب اندر جا کر ان سے گفتگو کرنا چاہتا تو وہ باہر چلے جاتے۔ علماء متعصب پیروں اور سجادہ نشینوں سے وہ بے حد متاثر تھے اور کسی احمدی کو ملنا یا اس کی باتیں سننا ان کو ہرگز گوارا نہ تھا۔

ایک دن جب میں صحن میں لوگوں کے سامنے تصوف مسائل اور روحانی حقائق بیان کر رہا تھا اور وہ کمرے کے اندر تھے تو بعض باتیں ان کے کان میں بھی پڑیں۔ ہدایت کا وقت قریب تھا وہ ان باتوں سے متاثر ہوئے اور جب ہم حسب پروگرام۔ چوہدری غلام حیدر صاحب احمدی کے ہاں جانے لگے اور گھوڑیوں پر سوار ہونے کو تھے کہ چوہدری علی بخش صاحب نے پیغام بھجوایا کہ مولوی صاحب اگر آج رات یہاں ٹھہر جاویں تو میں ان کی تقریر تصوف اور فلسفہ ایمان پر سن کر حضرت مرزا صاحب اور اپنے پیروں کی تعلیم میں موازنہ کروں گا۔

یہ پیغام سن کر سب احباب کو خوشی ہوئی.... رات کو میں نے تین گھنٹہ تک فلسفہ ایمان اور مسائل تصوف پر تقریر کی جس کو سن کر چوہدری علی بخش نے کہا کہ اگر میں ایک دن اور ٹھہر جاؤں تو وہ جلسہ سالانہ پر قادیان جانے کا وعدہ کرتے ہیں اس پر احباب نے خواہش کی کہ اب جبکہ چوہدری صاحب بہت کچھ نرم ہو چکے ہیں مزید ایک دن کے لئے ٹھہر کر اس موقع سے فائدہ اٹھاؤں چنانچہ میں ٹھہر گیا اور چوہدری صاحب اس دن کی تقریر اور گفتگو سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بعض دوسرے دوستوں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد سب نے بیعت کر لی۔

دونوں خاندانوں کی خواہش تھی کہ نکاح میں پڑھاؤں (مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ کے نکاح کا ذکر ہے) انہوں نے زیادہ اصرار اس لئے بھی کیا کہ خاکسار حقیر خادم کو حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی صاحبزادی (حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ) کے خطبہ نکاح پڑھانے کی سعادت بھی حاصل ہو چکی تھی۔ اس تقریب پر چوہدری عنائت اللہ صاحب نے بہت سے غیر از جماعت اور سکھوں اور عیسائیوں کو بھی مدعو کیا اور مجھے فرمایا کہ اس موقع پر ایسا خطبہ دیا جائے کہ سب مذاہب والے اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ذیلدار صاحب کے گھر کے قریب ہی بیت الذکر تھی اس میں چلا گیا اور دعا کی (قبولیت دعا کی بشارت ملی۔ ناقل) مجھے خطبہ نکاح کے لئے بلایا گیا حاضرین کی تعداد کئی سو تھی۔ خطبہ شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے روح القدس سے تائید فرمائی اور میری زبان پر فلسفہ نکاح اور حکمت تزویج کے متعلق بعض ایسے معارف جاری ہوئے کہ تمام حاضرین نہایت محظوظ ہوئے اور بار بار اس بات کا اظہار کرنے لگے کہ ایسے حقائق اس سے پہلے سننے میں نہیں آئے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ فیض اور برکت (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی ہے اور آپ کی تعلیم کے ماتحت یہ معارف بیان کئے گئے ہیں۔

(حیات قدسی)

حضرت مولانا راجیکی صاحب کو ہندوستان کے طول و عرض میں خوب خوب دینی خدمات کا موقعہ ملا۔ ایک دفعہ آپ سہارنپور تشریف لے گئے تو .... جناب ہلالی صاحب نے مذہبی گفتگو کا چیلنج دیتے ہوئے لکھا "وہ مذہبی گفتگو کے لئے تیار ہو جائیں تا کہ مبلغ علم کا پتہ خوب ہو جائے" حضرت مولانا صاحب نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل اشتہار شائع کروا کے شہر میں تقسیم کروایا۔

"میری طرف سے اس کا جواب یہی ہے کہ تحریری اور تقریری دونوں طرح کی گفتگو ہو جائے یعنی جو کچھ پہلے تحریری صورت میں لکھا گیا ہو اس تحریر کو بعد میں مجلس میں سنا دیا جائے تو یہ صورت فریقین کے لئے مساوات بھی رکھتی ہے اور اگر ہلالی صاحب کا مقصد مبلغ علم کا معلوم کرنا ہو جیسا کہ انہوں نے اس کے متعلق خود تحریر فرمایا ہے تو بحیثیت شان عالمانہ 'فاضلانہ' عربی زبان میں تحریری و تقریری گفتگو کی صورت سے اپنی علمی قابلیت کا جوہر اور مبلغ علم کا کمال پبلک پر عیاں فرمائیں۔ اور اگر وہ عربی میں (دینی مسائل کی تشریح و تفصیل) کے مقابلہ کے لئے بھی تیار ہوں تو راقم اس مقابلہ کے لئے بھی حاضر ہے اور اگر عربی زبان میں تحریر لکھنے سے وہ عاجز اور تہی دست ہوں تو ہم انہیں اردو زبان میں تحریری و تقریری گفتگو کے لئے بھی موقع دینے کو تیار ہیں" اس کے بعد آپ نے تحریری گفتگو کے آٹھ فوائد تحریر کئے ہیں۔ یہ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس کے بعد اس مقابلہ کی نوبت نہ آ سکی تھی۔

ایک اور تقریر کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا فرماتے ہیں:۔

تحدیث نعمت کے طور پر میں یہاں اس واقعہ کا اظہار کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جب سیدنا حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) سیالکوٹ شہر تشریف لے گئے اور وہاں حضرت صاحب نے لیکچر فرمایا تو اس وقت یہ عاجز بھی اس جلسہ میں شریک تھا اس جلسہ کی کارروائی سے ایک دن پہلے کی بات ہے کہ دوپہر کے کھانے کی تیاری میں ابھی گھنٹہ ڈیڑھ کا وقفہ تھا اور چونکہ اس وقت عام لوگ ادھر ادھر گھوم رہے تھے اس لئے بعض منتظمین نے یہ تجویز کی کہ علماء میں سے کوئی تقریر شروع کر دیں تو لوگوں کا شور و شغب بھی دور ہو جائے گا اور احباب کو علمی فائدہ بھی پہنچے گا۔ چنانچہ بعض احباب کے اصرار پر مجھے تقریر کرنے کے لئے کہا گیا اور میں نے کھڑے ہو کر اس مجمع میں سورۃ الحمد کے مختلف مطالب بیان کئے۔

میں نے جب تقریر ختم کی تو حضرت مولانا نور الدین بہت خوش ہوئے اور فرمایا "میں تو سمجھتا تھا کہ نور دین دنیا میں ایک ہی ہے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مرزا نے کوئی نور الدین پیدا کر دیئے ہیں"۔

حضرت مولانا نور الدین اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے آپ کی خدمات دینیہ کا متعدد مواقع پر بڑے اچھے اور تعریفی رنگ میں ذکر فرمایا۔ ایک خطبہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے فرمایا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا اللہ تعالیٰ نے جو بحر کھولا ہے وہ بھی زیادہ تر اسی زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلے ان کی علمی حالت ایسی نہیں تھی مگر بعد میں جیسے یکدم کسی کو پستی سے اٹھا کر بلندی تک پہنچا دیا جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان کو مقبولیت عطا فرمائی ہے اور ان کے علم میں ایسی ودیعت پیدا کر دی ہے کہ صوفی مزاج لوگوں کے لئے ان کی تقریر بہت ہی دلچسپ۔ دلوں پر اثر کرنے والی اور شبہات و وساوس کو دور کرنے والی ہوتی ہے۔ گذشتہ دنوں میں شملہ گیا تو ایک دوست نے بتایا کہ۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی یہاں آئے اور انہوں نے ایک جلسہ میں تقریر کی جو رات کے گیارہ ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوئی۔ تقریر کے بعد ایک ہندو ان کی منتیں کر کے انہیں اپنے گھر لے گیا اور کہنے لگا کہ آپ ہمارے گھر چلیں۔ آپ کی وجہ سے ہمارے گھر میں برکت نازل ہو گی۔"

(الفضل ۸۔ نومبر ۱۹۴۰ء)

ٹارگٹ کا حصول ازبس ضروری ہے

○ تحریک جدید کے مالی جہاد میں جس قدر کم از کم رقم ازبس ضروری ہوتی ہے وہ مجموعی ٹارگٹ کے طور پر مقرر کر دی جاتی ہے اور پھر بحصہ رسدی وہ رقم تمام جماعتوں میں تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر ایک جماعت بھی اپنا ٹارگٹ پورا نہ کرے تو وہ ہماری مجموعی ضرورت کو متاثر کر سکتی ہے۔ اس لئے ہر جماعت ٹارگٹ پورا کرنا اپنا فرض اولیں سمجھے حسب ذیل امور کا خیال رکھا جائے تو ٹارگٹ بفضل خدا حاصل کیا جا سکتا ہے سب سے اول امر دعا ہے اور پھر یہ اہتمام کہ ہر فرد جماعت کو بلکہ نومولود بچوں کو بھی شامل کیا جائے۔ اور ہر وعدہ معیاری ہو۔ مخیر دوستوں میں سے معاونین خصوصی زیادہ سے زیادہ تعداد میں حاصل کرنے کی سعی بلیغ فرمائی جائے۔ جملہ ذیلی تنظیموں کا تعاون حاصل کیا جائے اس طرح بفضل خدا ہر جماعت حصول ٹارگٹ میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

بکوشید اے جواناں تا بہ دیں قوت شود پیدا

(وکیل المال اول تحریک جدید)

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

تصویریں دیکھ رہا تھا۔ ایک تصویر اٹھائی تو ایک ایسا عہد فلم کی طرح ذہن میں آنے لگا جسے میں سنہری دور کہوں تو غلط نہ ہو گا۔ یہ وہ دور ہے جب نائیجیرین براڈ کاسٹنگ سروس کے پروگرام میں احمدیہ جماعت کا طوطی بولتا تھا۔ کئی دن ایسے بھی ہرماہ آتے تھے جن میں ایک ہی دن میں پروگراموں میں پانچ پانچ دفعہ احمدیہ جماعت کی نمائندگی ہوتی تھی۔ صبح سے لے کر رات کے نو دس بجے تک احمدیت کا نام گونجتا تھا۔ ان میں سے اکثر پروگرام ایسے تھے جن کی نشریات میرے ذمہ تھیں اور بعض ایسے جنہیں میں نے کچھ عرصہ نشر کرنے کے بعد احمدیہ جماعت کے سیکرٹری جنرل مسٹر آر۔ اوتولیے کے سپرد کر دیا ہوا تھا۔ وہ باقاعدہ تقریر لکھ کر لے جاتے اور نشر کر کے نہ صرف جماعت سے بلکہ دیگر دوستوں سے بھی داد وصول کرتے۔ اس تصویر میں نائیجیرین براڈ کاسٹنگ سروس کے ایک مسلمان پروڈیوسر میرے لیگوس کے دفتر میں میرے ساتھ بیٹھے ہیں۔ جس دن ان کے ساتھ پروگرام کرنا ہوتا تھا۔ اس دن شام سے کچھ پہلے یہ میرے دفتر میں آجاتے۔ کچھ تھوڑی سی معاشی اور معاشرتی اور سماجی گفتگو ہوتی اور اس کے بعد ہم دونوں جماعت کی گاڑی میں نائیجیرین براڈ کاسٹنگ سروس پہنچتے۔ انہوں نے اس سے پہلے مجھے چھ سوال لکھ کر دیئے ہوتے تھے جن کے میں جواب لکھتا اور براڈ کاسٹنگ سروس کے مہتمم کو دے دیتا۔ ہم آمنے سامنے بیٹھ کر یہ سوال و جواب کرتے تھے۔ یہ صاحب ایک ایک سوال پڑھتے تھے اور میں اس کا جواب دیتا تھا۔ عام طور پر ان سوالوں کا تعلق فقہ سے کم اور سماجی امور سے زیادہ ہوتا تھا۔

چونکہ میرے خیالات اور عوام الناس کے رسم و رواج میں یا رہن سہن میں کہیں نہ کہیں کوئی فرق والی بات آجاتی تھی اس لئے بعض اوقات بعض لوگ جو اپنی عادات یا رسم و رواج غیرمذہبی ہونے کے باوجود بدلنا نہیں چاہتے تھے وہ براڈ کاسٹنگ سروس کے منتظمین سے کہتے کہ اس قسم کے سوالوں کے جواب اس شخص کو دینے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ چنانچہ ایک دو دفعہ منتظمین نے اسی سلسلہ میں ایک اجلاس بلا کر اس بات پر بحث کی تو ہماری براڈ کاسٹنگ کے ذمہ دار افسر الحاجی ایم۔ کے۔ ایگبے رونگبے نے اصرار کے ساتھ کہا کہ ہمیں یہ نہیں دیکھنا کہ لوگوں کے رسم و رواج یا ان کی عادات کیا ہیں بلکہ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ان کے لئے صحیح ڈگر پیش کر کے انہیں بہتر انسان بنایا جائے۔ اس لئے انہوں نے اصرار کیا کہ یہ پروگرام اسی شخص کے پاس رہے گا۔ بلکہ اس پروگرام کی بہتر طبقوں میں مقبولیت کے باعث یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس پروگرام کا یوروبا ترجمہ وہاں کے ایک علم دوست نشر کیا کریں گے۔ چنانچہ ایک ہفتہ میرا پروگرام ہوتا تھا۔ انگریزی میں دوسرے ہفتے اسی پروگرام کو یوروبا زبان میں ترجمہ کر کے پیش کیا جاتا تھا۔ اس پروگرام سے نہ صرف وہاں کا بہتر طبقہ نہ صرف خاصا متأثر تھا بلکہ امریکہ کے ایک عیسائی مشنری نے مغربی افریقہ کا دورہ کرتے ہوئے یہ پروگرام سنا تو اس نے اپنی کتاب "God' Allah and Juju" میں اس پروگرام کا ایک حصہ نقل کیا۔ اور اپنے ہم مشربوں کو بتایا کہ دین حق کی اصل تشریح یہ ہے نہ کہ جو ہمارے پادری وہاں سے واپس آکر لوگوں کو بتاتے ہیں اس مصنف نے پہلے میرے ساتھی کا سوال نقل کیا اور پھر اس کا جواب اور پھر اس نے میری آواز میرے طرز استدلال اور میرے موضوع سخن کی دل کھول کر تعریف کی۔

اس کتاب میں GOD سے مراد عیسائیت کا مذہب ہے۔ ALLAH سے مراد دین حق اور JUJU سے مراد وہاں کا مشرکانہ قومی مذہب کتاب خاصی مقبول ہوئی خاص طور پر اس لئے بھی کہ اس میں ایک پادری نے خود ہمارا براڈ کاسٹ سن کر اسی کے کئی سوال درج کر کے اس بات کو اپنی دلیل بنایا تھا کہ عیسائی پادری جس طرح جا کر مغربی افریقہ کے مذاہب کو پیش کرتے ہیں وہ کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اس پروگرام کا نام تھا دینی نکتہ نظر یعنی زندگی کے مختلف شعبوں کے متعلق جو مختلف سوالات اٹھتے رہتے ہیں ان کے صحیح جواب سے عوام الناس کو آگاہی مہیا کرنے کے لئے یہ پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔ ویسے تو جب براڈ کاسٹنگ سٹیشن نائیجیریا میں قائم بھی نہ ہوا تھا۔ بلکہ صرف ٹیلیفون کے ذریعہ چیزیں نشر کی جاتی تھیں اور یہ 1947ء کا زمانہ ہے اس وقت بھی حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب کی موجودگی میں مجھے ایک تقریر نشر کرنے کا موقعہ ملا تھا۔ اس تقریر میں برصغیر کی دیہاتی زندگی کو پیش کرنا مطلوب تھا۔ اس کے بعد براڈ کاسٹنگ سٹیشن قائم ہو گیا اور براڈ کاسٹنگ سٹیشن کی مختلف شعبوں میں سے ایک شق دین حق سے تعلق رکھنے کے لئے تشکیل دی گئی۔ جہاں تک ہمارے پروگراموں کا تعلق ہے ان میں تلاوت قرآن شامل ہوتی تھی۔ ہر مہینے ایک خطبہ جو وہ اپنا ساز و سامان ہماری بیت الحمد میں لا کر نشر کرتے تھے۔ ایک تقریر رپورٹ کی حیثیت سے اپنی جماعت کی کارکردگی کے متعلق اور مختلف دینی اور اخلاقی موضوعات کے متعلق تقاریر ہوتی تھیں۔ یہ صاحب جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور جو میرے دفتر میں بیٹھے ہیں ان کا نام تھا مسٹر ایگبے رونگبے بہت تعاون کرتے تھے۔ سوالات گھر پہ آ کر دے جاتے تھے۔ اور براڈ کاسٹنگ سٹیشن پر جانے کے لئے بھی ہمراہی کا موقعہ دیتے تھے۔ دفتری امور کے علاوہ بھی بڑی دوست نوازی سے کام لیتے تھے۔ میں نائیجیریا سے 1964ء میں واپس آیا تو اس کے تقریباً بارہ سال بعد پھر مجھے مغربی افریقہ جانے کا موقعہ ملا اور نائیجیریا میں دو چار دن قیام کے دوران ان سے ملاقات کی خواہش پیدا ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ صاحب لیگوس سے سو سوا سو میل کے فاصلہ پر ابادان کے ریڈیو سٹیشن میں منتقل ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ان سے ملاقات کی خاطر میں ابادان گیا اور انہوں نے نہایت افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا کہ کہاں ہم دونوں دینی اور سماجی امور کے متعلق اکٹھے پروگرام کیا کرتے تھے اور کہاں اب ہمیں یہ ہدایت ہے کہ احمدیہ جماعت کی کوئی خبر ریڈیو پر نشر نہ کی جائے۔ کہنے لگے اب آپ آئے ہیں تو جی تو میرا یہ چاہتا ہے کہ میں آپ کا انٹرویو نشر کرواؤں اور ہم دونوں مل کر پرانی یادوں کو تازہ کریں۔ لیکن مجبور ہوں اور اتنا مجبور ہوں کہ آپ کی خبر بھی نشر نہیں کر سکتا۔ حالانکہ آپ کی خبر کے نشر ہونے سے بہت سے لوگوں کو پرانے زمانے کی یادیں تازہ کرنے کا موقعہ ملے گا۔ لیکن ابادان کے قریب ہی ایک اور ریڈیو سٹیشن جو ایبے کوٹے شہر میں تھا وہاں پر ہماری جماعت ریڈیو کا وقت خرید کر اپنے پروگرام باقاعدہ نشر کر رہی تھی۔ اگر خلوص کو پیمانہ بنایا جائے تو کیا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ براڈ کاسٹنگ والوں کی منافقت تھی کہ روپیہ ملے تو ہر پروگرام نشر کرنے کے لئے تیار ہیں اور روپیہ نہ ملے تو اچھی سے اچھی خبر اور اچھے سے اچھے پروگرام کو بھی مسترد کر دیں۔ لیکن بہر حال میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں ان کو کسی کے خلوص کے پیمانے سے ماپوں۔ میں ان کا ممنون ہوں کہ ایک لمبے عرصہ تک انہوں نے مجھ سے یعنی احمدیہ جماعت سے تعاون کیا اور مختلف موضوعات پر اپنے خیالات نشر کرنے کا موقع بہم پہنچایا۔ سب سے اہم خیالات تو وہی تھے جو دین حق کا نظریہ کے تحت سوال و جواب کی صورت میں پیش کئے جاتے تھے۔ اور جن میں میرے ساتھی مسٹر ایگبے رونگبے ہوتے تھے۔ اس تصویر نے مجھے ایک عہد کی یاد دلا دی اور اس شخص کے لئے جو اس وقت اس تصویر میں میرے ساتھ بیٹھا ہے میرے دل سے دعائیں نکلتی ہیں اس کے حسن سلوک اور اس کے تعاون کا میں ہمیشہ ممنون رہوں گا۔ میں اس دوست کو کبھی بھول نہیں سکتا۔ جس دفتر میں ہم بیٹھے ہیں اسے میں نے سالہا سال اسی طرح استعمال کیا ہے اس میں ایک ریڈیو دبا پڑا ہے۔ کچھ کتابیں بورڈ پر لگی ہوئی ہیں اخبار ٹروتھ اور بعض دیگر رسالے بھی کلپ میں لگا کر ٹانگے ہوئے ہیں اور گویا کہ آج تیس چالیس سال کے بعد بھی یہ دفتر اچھا ہی لگتا ہے۔ میں معمول کے مطابق اپنے دفتر میں پگڑی اور اچکن پہنے ہوئے بیٹھا ہوں کہ یہی میرا معمول تھا۔ دفتر چاہے دن کے وقت ہو یا شام کے بعد ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات بہت کم کم میں نے اچکن اور پگڑی اتاری ہو۔ ہاں ایسے اوقات میں جب اخبار فولڈ کرنا پڑتا تھا تو اور بات ہے۔ ورنہ میں ہر وقت دفتر میں اچکن اور پگڑی کو اپنی یونیفارم سمجھتے ہوئے یہ دونوں چیزیں پہن کر بیٹھتا تھا۔ اب بھی مسٹر ایگبے رونگبے اپنے قومی لباس میں ہیں اور میں اپنے قومی لباس میں یعنی اچکن اور پگڑی۔ اور دفتر جس طرح کہ مجھے اب نظر آ رہا ہے مجھے اچھا ہی لگ رہا ہے۔

آپ کا خط ملا

مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب (واقف زندگی) ربوہ سے لکھتے ہیں۔

برادرم مکرم محترم جناب نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل ربوہ

روزنامہ الفضل مورخہ 8/اکتوبر 1994ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے بارے میں آپ نے ایمان افروز مضمون لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا دے۔ حضرت مفتی صاحب ایک بڑی ہی پرکشش شخصیت کے مالک تھے اور ان کی زبان میں بے حد مٹھاس تھی اور گفتگو بہت دلچسپ خاکسار کی خوش قسمتی ہے کہ قادیان چنیوٹ اور پھر ربوہ میں ان سے ملاقات کا موقع نصیب ہوتا رہا۔ آپ نے امریکہ میں ایک جلسہ میں جو انہوں نے اظہار خیال کیا وہ یوں لکھا ہے "آپ لوگ دین حق کے بہت قریب آچکے ہیں کیونکہ یہاں گاڑیاں سڑکوں کے دائیں طرف چلتی ہیں اور دین حق بھی دائیں طرف کو ہی ترجیح دیتا ہے" درست ہے آپ کو اسی طرح بات پہنچی ہو گی تاہم یہی بات میں نے حضرت مفتی صاحب سے براہ راست یوں سنی تھی کہ امریکہ میں آپ ابھی بالکل نو وارد تھے

باقی صفحہ 6 پر

قادیان کی اجتماعی زندگی

قادیان میں اکثر جلسے ہوا کرتے تھے بیت النور میں' ریتی چھلہ میں' بیت اقصیٰ میں۔ یہ جلسے عام طور پر عشاء کی نماز کے بعد منعقد کئے جاتے تھے۔ اور زیر بحث موضوع پر کئی علماء تقاریر کرتے تھے۔ ان میں حاضری کا یہ عالم ہوتا تھا' گویا قادیان کے تمام نوجوان اور بوڑھے اور ان کے ساتھ بچے بھی شامل ہیں۔ اگرچہ میں اس وقت چھوٹی ہی عمر کا تھا لیکن دیگر بچوں کی طرح میں نے بھی ان میں سے کوئی جلسہ مِس نہیں کیا۔ مہینے میں ایک دفعہ قادیان کے تمام مرد حضرات اور ان میں بھی بچے جوان اور بوڑھے سب شامل ہوتے تھے تتلیاں والی نہر پر پک نک کے لئے جاتے تھے۔ ہر جمعہ کے روز کم از کم ۱۹۳۰ء کے بعد ہائی سکول کے سامنے جو بڑی گراؤنڈ تھی اس میں کرکٹ کے میچ ہوا کرتے تھے اور ساری قادیان امڈ پڑتی تھی۔ ان میچوں کا سہرا محترم میاں محمد ابراہیم صاحب کے سر تھا۔ یہ بہت اچھے کرکٹر تھے۔ اور انہوں نے جب قادیان میں آکر تعلیم الاسلام سکول میں تدریس کا کام شروع کیا تو ساتھ ہی ساتھ دیگر شہروں کی کرکٹ ٹیموں کو بلا کر ہر جمعہ کو جمعہ کی نماز سے پہلے تک کرکٹ کا میچ ہوتا تھا۔ انہی دنوں میں نے دیکھا کہ باہر سے آنے والے بعض کرکٹر نیچے سے باؤلنگ کرتے تھے۔ یعنی ہاتھ کو اوپر سے گھما کر نہیں بلکہ نیچے سے۔ اس موقعہ پر قادیان کے تمام افراد نہایت شوق کے ساتھ جمع ہوتے تھے۔ ان میچوں کے موقع پر میں نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو گلے میں سرخ رومال لٹکائے ادھر ادھر گھومتے پھرتے دیکھا۔ بلکہ ایک دن میں اپنی لے میں یہ مصرع گنگنا رہا تھا

سکورر کون ہو گا اب سکورر کون ہو گا

حضرت میاں صاحب کے پاس سے گزرا تو آپ نے میری طرف دیکھ کر اپنے ایک ساتھی سے پوچھا یہ کون ہے۔ آپ کے یہ الفاظ "یہ کون ہے" ہمیشہ میرے کانوں میں گونجتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ سکاؤٹنگ کا تین روزہ مظاہرہ ہوتا تھا۔ اس میں بھیس بھی بدلے جاتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ محمود احمد صاحب بھاگلپوری ایک بڑا سا چمٹا لے کر سادھو بنا کرتے تھے۔ سر پر لمبے لمبے بال بلکہ لٹیں اور ہاتھ میں چمٹا اور ہجوم میں اس طرح گاتے پھرتے تھے جیسے کوئی سادھو آ گیا ہو۔ مولانا عنایت اللہ صاحب احمدی (اب لمبی داڑھی سبز پگڑی اور لمبا سا کوٹ اور ہاتھ میں ایک کھونڈ۔ کھونڈ ایسی بڑی سوٹی کو کہتے ہیں جو اوپر سے گولائی کے ساتھ مڑی ہوئی ہو۔ موٹی بھی ہو اور لمبی بھی ہو) میرے جیسے لوگ جنہوں نے مولوی عنایت اللہ صاحب کو بھیس بدلے دیکھا ہے حیران ہو جائیں کہ یہ وہی شخص ہے جو ان دنوں سارے جسم پر جانوروں کے پر لگا لگا کر ہجوم میں گھومتے پھرتے تھے۔ اسی موقعہ پر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی چوٹی سے چھلانگ لگانے کا مظاہرہ ہوتا تھا۔ نیچے چند ایک لوگوں نے ایک بہت بڑا جال پکڑا ہوتا تھا۔ اور مکرم لطیف بھٹے والے اور محمد علی صاحب بعد میں نکلے والے۔ وہاں سے چھلانگیں لگایا کرتے تھے۔ اور لوگ دیکھ کر حیرت زدہ بھی ہو جاتے تھے اور خوف زدہ بھی کہ اتنی اونچائی سے ایک شخص گرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ لطیف صاحب بھٹے والے اس بات کو اجاگر کرنے کے لئے کہ شراب نوشی کیسے کیسے نقصانات کا باعث بنتی ہے اپنے ایک بازو کو چارپائی سے نیچے کر کے اور اوپر سرخ رنگ لگا کر اور دوسرے بازو پر بھی رنگ لگا کر ایک چارپائی پر لیٹ جاتے تھے۔ اور لوگ انہیں اٹھائے پھرتے تھے کہ شراب کے نشے میں لڑائی ہوئی اور ان کے بازوں کٹ گئے۔ اسی طرح سائیکل چلاتے ہوئے اس پر سے اتر جاتے اور راستے میں رکھی ہوئی ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھ کر پھر اسی طرح چلتے ہوئے سائیکل پر چڑھ جاتے۔ مکرم اسماعیل صاحب صدیقی موٹر سائیکل کے ذریعے چھلانگ لگاتے۔ ایک اونچا سا پلیٹ فارم بناتے اور اس پر سے سائیکل گزارتے ہوئے کافی دور جا کر موٹر سائیکل زمین پر لگاتے۔ یہ باتیں ساری قادیان کی اجتماعی زندگی کا ایک حصہ تھیں۔ کبڈی کے میچ ہوتے تھے۔ مکرم سید احمد صاحب کبڈی کے بہترین کھلاڑی سمجھے جاتے تھے۔ کبھی پکڑے نہیں گئے اور ہر دفعہ جب وہ جاتے تو کسی نہ کسی کھلاڑی کے منہ پر چپت مار کر واپس آتے۔ انہیں اگر پکڑے جاتے دیکھا تو اس وقت جب تلونڈی جھنگلاں میں ایک میچ تھا اور ایک منحنی سے دبلے پتلے نوجوان نے ان کو یوں پکڑا کہ وہ ان کے ساتھ چپکا ہو گیا۔ اور سید احمد پہلی دفعہ کبڈی جا کر پکڑے گئے۔ یہ کبڈی کے میچ بڑی گہما گہمی کا باعث ہوتے تھے۔ ساری قادیان میچ دیکھنے آتی تھی ان میچوں میں بعض اوقات بڑے بڑے تنومند سکھ جنہیں عام طور پر ہم برچھے کہا کرتے تھے۔ وہ آتے تھے۔ اور قادیان سے ہار کر جاتے تھے۔ حضرت امام جماعت الثانی قادیان میں تشریف نہیں رکھتے تھے۔ کبڈی کا ایک میچ ہوا۔ اور ہوا ننگل کے قریب بہشتی مقبرہ سے ذرا آگے۔ کہا جاتا ہے کہ جب دوسری ٹیم ہارنے لگی اور شام کا وقت ہو گیا تو انہوں نے کھیل بند کرنے کی بجائے کھیتوں میں چھپے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ہماری ٹیم پر حملہ کر دیا۔ ہماری ٹیم نے بھی ان میں سے بعض کی خوب خوب پٹائی کی۔ حالات خراب ہو گئے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے محلوں میں اعلان کروایا کہ تمام لوگ لاٹھیاں لے کر شہر میں احمدیہ سکول میں جمع ہو جائیں۔ چنانچہ سب دوست وہاں جمع ہو گئے۔ اور وہاں سے پھر اس جگہ پر پہنچے جہاں میچ ہوا تھا۔ اور ساری رات پہرہ دیا کہ قریب کے گاؤں کے لوگ قادیان پر حملہ نہ کر دیں۔ اس لڑائی میں دونوں طرف لوگ زخمی ہوئے۔ اور بعض تو اتنے زخمی ہوئے کہ جہاں وہ گرے پڑے پائے گئے وہاں خون کا جوہڑ سا معلوم ہوتا تھا۔ حضرت امام جماعت الثانی جب واپس تشریف لائے تو آپ نے اس میچ کی مذمت کی اور فرمایا ہمارے کھلاڑیوں نے یہ دیکھا ہی نہیں کہ کہاں کھیل رہے ہیں اور کس وقت کھیل رہے ہیں اور غروب آفتاب کی وجہ سے انہیں کس وقت میچ بند کر دینا چاہئے تھا۔ یہ ساری باتیں قادیان کی اجتماعی زندگی کا ایک دلچسپ حصہ تھیں اور جن لوگوں نے ان ایام میں قادیان میں زندگی بسر کی ہے وہ ان ساری باتوں کو ہمیشہ یاد کر کے لطف اٹھاتے ہیں۔ سکاؤٹنگ کی ایک بات مزید یاد آگئی اور وہ یہ کہ پانچ سائیکلوں کو اسطرح جوڑا جاتا تھا کہ ان کے درمیان سٹریچر بن جائے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ سٹریچر کو آزمانے کے لئے کہ مضبوط ہے یا نہیں حضرت میر محمد اسحاق صاحب کو اس سٹریچر پر بٹھا کر یہ پانچوں سائیکل چلائے جاتے تھے اور حاضرین کو دکھایا جاتا تھا کہ اتنا بوجھ اٹھانے کے باوجود یہ سٹریچر ٹھیک ٹھاک ہے۔ اس میں کوئی جھول نہیں آیا اور اگر اس پر مریض کو بٹھا کر لے جایا جائے تو اسے کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ ربوہ میں اس اجتماعی زندگی کا آغاز یوں ہوا تھا کہ حضرت امام جماعت الثانی نے فرمایا کہ آخری ہفتہ کی چھٹی ہوا کرے گی اور ربوہ کے تمام لوگ دریائے چناب کے کنارے جا کر پکنک منایا کریں گے۔ جب ۱۹۵۰ء میں میں نائیجیریا سے ربوہ آیا ہوا تھا تو مجھے یاد ہے کہ ہمارے بعض دفاتر نے دیگیں پکوا کر ٹانگوں میں رکھوا کر وہاں پہنچائیں۔ ایک دیگ جو مجھے خاص طور پر یاد ہے وہ محترم حسن محمد صاحب عارف اور محترم مولانا نورالدین صاحب منیر کے زیر اہتمام پکوائی گئی تھی اور جس تانگے میں یہ دیگ رکھی گئی تھی اسی میں میں بھی بیٹھ کر چناب کے کنارے گیا تھا۔ یہ جمعہ کا دن تھا میرے گروپ میں محترم ملک سیف الرحمان صاحب بھی موجود تھے۔ جب جمعہ کا وقت آیا تو باوجود اس کے کہ ہم سب چاہتے تھے کہ محترم ملک سیف الرحمان صاحب جمعہ پڑھائیں انہوں نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جمعہ تم پڑھاؤ۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں مجھے یہ سعادت ملی کہ اس پک نک کے موقعہ پر میں نے جمعہ پڑھایا۔ حالات بدلتے رہتے ہیں اب ہماری اس طرح کی اجتماعی زندگی میں بعض ایسی مشکلات در آئی ہیں کہ جنہیں ضد اور تعصب ہی کا نتیجہ کہا جا سکتا ہے۔ ہماری معصوم کھیلوں کو بعض افراد جن کا جماعت سے تعلق نہیں اچھی نظر سے نہیں دیکھتے اور ان کے کہنے کہلانے پر حکومت کی طرف سے ہماری اس اجتماعی زندگی کے مظاہرے پر قدغن لگ جاتی ہے لیکن آخر کب تک۔ حالات پھر پلٹا کھائیں گے اور ہماری جماعت جس میں مثالی بھائی چارہ موجود ہے پھر اسی طرح کے اجتماعی زندگی کے مظاہرے دیکھے گی۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آئیں۔

کبھی مشاعرے بھی ہوتے تھے کبھی سکولوں کے ہال میں کبھی میدانوں میں۔ لیکن ان مشاعروں پر روایت یہ تھی کہ اردو کے فروغ کے لئے ہر شخص اپنی اس وقت تک کی آخری نظم پیش کرتا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ ۳۰ سال پہلے کی کہی ہوئی نظم جسے کسی نہ کسی وجہ سے مشہوری حاصل ہو گئی ہو وہی بار بار پیش کر دی جائے بلکہ جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ اشعار سنانے والے دوست اپنی تازہ نظمیں سنایا کریں تا کہ پتہ چلے کہ اردو کو اور اپنے ذاتی خیالات کو پہلے کی نسبت کیسا فروغ ملا ہے۔ نہ کہ اس قسم کی روایت بنائی جائے کہ کسی کو ہوٹ کیا جا رہا ہے اور کسی پر بلا وجہ داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے جا رہے ہیں۔ اگر یہ کیفیت ہو تو واقعی مشاعرہ اردو کے فروغ کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن اگر مشاعرے کو صرف داد و تحسین اور مذمت کے لئے استعمال کیا جانا ہو تو شاعر اپنی پرانی پرانی نظمیں یا وہ نظمیں جو کبھی تو حال ہی میں کہی ہوں لیکن مشہور ہو گئی ہوں وہی سناتے ہیں اور یہ بات ذوق سلیم پر گراں گزرتی ہے۔ اسی لئے ایسی نظموں کی داد دینے والے اکثر وہ لوگ ہوتے ہیں جو نہ شاعر کو سمجھتے ہیں نہ شعر کو۔ (نسیم سیفی)

تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کیلئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کیلئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو' گو وہ گالی دیتا ہو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بین المملکتی حالات واقعات شخصیات

عراق کی تعمیرِ نو- مستقبل کی کامیابیوں کا پیش خیمہ

۱۹۹۱ء کی خلیج کی جنگ میں امریکہ کی زیر قیادت بمبار طیاروں نے عراق کی سرزمین کے چپے چپے پر جو بم برسائے انہوں نے ناقابل یقین تباہی و بربادی پھیلائی- اس وقت جو ہوا وہ تصور سے بھی باہر تھا۔

لیکن عراق نے گذشتہ چار سال کے عرصے میں تعمیرنو کے جو مراحل طے کئے ہیں وہ حیران کن ہیں- اگرچہ چار سال سے عائد اقوام متحدہ کی اقتصادی پابندیوں کی وجہ سے عراقی شدید مشکلات کا شکار ہیں- لیکن عراق کی تعمیر نو کے معاملے میں ان کا سر فخر سے بلند ہے-

عراقی وزارت اطلاعات نے تعمیرنو کا ایک میوزیم قائم کیا ہے جس میں تباہی و بربادی کے بعد عراق کی تعمیرنو کی تفاصیل بیان کی گئی ہیں- اور جو بھی کوئی بیرونی صحافی عراق آتا ہے وہ اس میوزیم کو لازمی دیکھتا ہے-

اس جنگ میں جو پلانٹس تباہ ہوئے ہیں وہ سب غیر ملکی کمپنیوں کے تعمیر کردہ تھے اور مقامی ماہرین کے لئے ایسے کمپلکس دوبارہ تعمیر کرنا ایک انتہائی مشکل کام تھا- خصوصاً اس وقت جبکہ عراقیوں کو کسی بھی قسم کی بیرونی امداد حاصل نہ تھی- نہ ماہرین تھے' نہ سرمایہ تھا' اور نہ ہی بیرونی ممالک کے تیار کردہ سپیئر پارٹس موجود تھے- عراق مجبور تھا کہ وہ مقامی ماہرین' مقامی وسائل' مقامی میٹیریل اور افرادی قوت کو استعمال کرے- یہ ایک چیلنج تھا- مگر اس کو قبول کئے بغیر چارہ بھی نہیں تھا-

آج جو بیرونی وزیٹر بغداد پہنچتا ہے وہ ایک جدید شہر کو اپنے سامنے پاتا ہے- جہاں کئی منزلہ دفاتر اور ہاؤسنگ کمپلیکس موجود ہیں- متاثر کرنے والی سڑکیں اور پل ہیں- اور اس نظارہ کو دیکھ کر کوئی یہ یقین نہیں کر سکتا کہ یہ وہی بغداد ہے جو چند سال پہلے ایک شدید جنگ میں تباہ و برباد ہو کر رہ گیا تھا-

جنگ کے فوراً بعد اقوام متحدہ کے ایک انڈر سیکریٹری نے جب عراق کے شہر بغداد کا دورہ کیا تو اس کا کہنا تھا کہ عراق پر بموں کی بارش ہوئی ہے- اور اس کے نتیجے میں یہ ملک صنعتی دور سے پہلے کا ملک بن گیا ہے-

اس وقت عراقی افسران بغداد کی تعمیرنو کو انجینئرنگ کا ایک زبردست کمال قرار دیتے ہیں- لیکن وہ یہ بات بیان کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں کہ اس پر رقم کتنی خرچ ہوئی ہے- ایک انجینئر نے بتایا ہے کہ اخراجات کی کوئی اہمیت نہیں ہمارا اصل مقصد عراقی عوام کی ذہانت' فنی معلومات اور مہارت فن کا اظہار تھا-

اس میوزیم میں تباہی کی تصاویر اور بعد میں تعمیرنو ہونے والی اشیاء کے ماڈل ساتھ ساتھ موجود ہیں اور ایک حیران کن ڈرامائی تاثر پیش کرتے ہیں-

جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ جنگ کے نتیجے میں عراق کے ۹۱% پاور پلانٹ تباہ ہو گئے تھے- ۱۳۴ پل برباد ہو گئے- ۲۰ سے زائد ریڈیو اور ٹی وی سٹیشن ملبے کا ڈھیر بن گئے- عراق کا ٹیلی فون کا نظام ختم ہو کر رہ گیا- صنعتی میدان میں پیٹروکیمیکل' خوراک' ٹیکسٹائل' دودھ اور سیمنٹ کی پیداوار ۳۰ سے ۷۰ فیصد ختم ہو کر رہ گئی-

عراقی معاشرے کا ہر پہلو عملاً مفلوج ہو کر رہ گیا- اور تعمیرنو کے مراحل میں کسی ایک سیکٹر کو چن لینا ناممکن ہو گیا تھا کیونکہ ہر شعبہ تعمیرنو میں دوسرے شعبے کا محتاج ہوتا ہے-

مثال کے طور پر ایک پل کی تعمیرنو کے لئے انتظامیہ کو سب سے پہلے عمارتی میٹیریل کی ضرورت ہوتی ہے- اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے سیمنٹ فیکٹریوں کی مرمت کی جائے اور ان فیکٹریوں کو چلانے کے لئے پہلے بجلی پیدا کرنے والے پلانٹس کو دوبارہ چلانا ضروری تھا-

یہ ایک پریشان کن چکر تھا- اور ہم جو ترجیحات مقرر کرتے تھے ان کو ہر روز بدلنا پڑتا تھا کہ پہلے یہ کام کرلیں' پھر سوچتے نہیں پہلے دوسرا کام کیا جائے پھر سوچتے نہیں پہلے یہ تیسرا مرحلے طے کیا جائے- وغیرہ-

ابتداء میں چار ماہ کے عرصے میں تعمیراتی کمپنیوں کو صرف ۵۰ فیصد بجلی مل سکی تھی- تعمیرنو کا کام شروع ہوا تو ۱۳۴ تباہ شدہ فوجی اہمیت کے پلوں کو ابتدائی ۹ ماہ میں مرمت کیا گیا- ایک عراقی افسر نے بتایا کہ ہمارے پاس ایران کی جنگ کے بعد تعمیرنو کا تجربہ موجود تھا- لہٰذا ہم نے اسے بروئے کار لایا- اس میدان عراقی کنسٹرکشن انڈسٹری علاقے کی ایک بہت بڑی اور پاور فل انڈسٹری کے طور پر روشناس ہوئی- اس سے پہلے بھی عراقی کمپنیاں مختلف ایشیائی ممالک میں کام کر رہی تھیں جس کا تجربہ اور صلاحیت ان کو اس وقت کام آئی-

عراقی افسر نے بتایا کہ جو قومیں اپنی مادر وطن سے محبت کرنا جانتی ہیں وہ جنگ کے بعد کے تباہ حال معاشرے کو اپنی پسماندگی سمجھ کر قبول نہیں کرتیں- مثال کے طور پر جاپان' جرمنی اور جنوبی کوریا کا ذکر کیا جا سکتا ہے جنہوں نے جنگ کی شدید تباہی کو مستقبل میں عظیم ترقیات حاصل کرنے کے لئے ایک سپرنگ بورڈ کے طور پر استعمال کر کے کامیابی حاصل کی-

آج عراق اپنے زخموں پر مرہم لگا کر ان سے شفا پا چکا ہے- یہ بلاشبہ آج کے دور کا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے-

☆ ○ ☆

چین کا نیا کردار

گزشتہ دنوں چین اور امریکہ نے ایک معاہدے پر دستخط کئے جس میں میزائل ٹیکنالوجی کو محدود کرنے کے معاملے پر اتفاق کیا گیا- چین نے نہ صرف میزائیل ٹیکنالوجی کو کنٹرول میں رکھنے پر اتفاق کیا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھنے کی پیشکش کی- یہ پیشکش کیا تھی اس کا صحیح طور پر پتہ نہیں چل سکا-

لیکن معلوم یہی ہوتا ہے کہ اس معاہدے میں میزائیل ٹیکنالوجی یا میزائیل پاکستان کو نہ دینے کی یقین دہانی بھی شامل ہے- یہ بات واضح نہیں کہ یہ سارا معاہدہ پاکستان ہی کے حوالے سے طے پایا ہے یا نہیں- کیونکہ اس ٹیکنالوجی کو حاصل کرنے والے اور بھی ممالک ہیں مثلاً ایران- جس پر واشنگٹن اور دیگر سبھی مغربی طاقتوں نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا-

پاکستان میں اس معاہدے کے خطرات کا کچھ نہ کچھ اظہار تو کیا گیا ہے- کیونکہ چین پاکستان کو اسلحہ کی فراہمی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے-

پاکستان اور چین کی دوستی قریباً ۴۰ سال پرانی ہے اور دونوں ممالک ہر خوشی غمی میں ایک دوسرے کے ساتھی رہے ہیں- تاہم پاکستان نے چین سے کچھ زیادہ ہی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں اور اس میں یہ بات فراموش کر دی تھی کہ چین کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا- جبکہ عالمی حالات بدل چکے ہیں اور سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد طاقت کا نیا توازن ابھی تک قائم نہیں ہو سکا-

چین نے اس معاہدے سے جو فائدہ اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بدستور امریکہ کی سب سے زیادہ حمایت یافتہ قوم بنا ہوا ہے- اور چین نے اپنے ملک میں انسانی حقوق کی صورت حال پر امریکہ کے اعتراضات کو خاموش کرا دینے کی کامیابی بھی حاصل کر لی ہے- امریکہ نے تجارتی تعلقات کو انسانی حقوق سے مشروط نہیں کیا اور حالیہ برسوں میں امریکی کمپنیوں نے چین سے تجارت میں ۱۳ ارب ڈالر کی کمائی کی ہے-

پاکستان اس صورت حال میں خود کو کیسے ایڈجسٹ کرتا ہے- معلوم ہوتا ہے کہ چین امریکہ تعلقات کو اس سے کوئی غرض نہیں ہے-

عالمی معاملات میں چین اپنی فوجی اور سیاسی اہمیت کے باوجود خود کو ایک ترقی پذیر ملک کہلانا پسند کرتا ہے- چین تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے- یہ دنیا بھر کے لئے ایک وسیع مارکیٹ ہے- اس کا مدعا یہ ہے کہ اس کو مغربی ممالک کی ٹیکنالوجی کی مدد حاصل ہو جائے- چین کو اپنے ملک میں جو مسائل درپیش ہیں ان کے حل کے لئے وہ عالمی سطح کی مدد حاصل کرنے کا خواہاں رہتا ہے-

اس ساری صورت حال میں امریکہ کے وزیر دفاع مسٹر ولیم پیری کا دورہ چین خاص اہمیت کا حامل ہے- سات سال کے عرصے میں کسی بڑے امریکہ دفاعی عہدیدار کا یہ پہلا دورہ ہے- اور ۱۹۸۹ء میں چین میں جمہوریت پسندوں کو کچلنے کے بعد امریکہ اور چین کے درمیان جو ناخوشگوار فضا پیدا ہوئی تھی اس کے بعد بھی کسی بڑے امریکہ عہدیدار کا یہ پہلا دورہ ہے یہ دورہ بتاتا ہے کہ امریکہ چین میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور جمہوریت سے انکار پر اب زیادہ پریشان نہیں ہے- اور اس بات کو چین کی بڑی کامیابی بھی قرار دیا جا سکتا ہے-

☆ ○○○ ☆

بقیہ صفحہ ۴

کہ ایک جگہ لوگ اشتیاق کے ساتھ آپ کے قریب اکٹھے ہو گئے اور ایک جلسہ کی شکل بن گئی اور محبت اور شوق کے ساتھ بعض نے درخواست کی کہ کچھ ارشاد فرمائیں حضرت مفتی صاحب فرماتے تھے مجھے فوراً اللہ تعالیٰ نے یہ سجھا دیا اور میں نے مسکراتے ہوئے ان سے کہا کہ میرا کام دین حق کا پرچار کرنا ہے اور مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہوئی کہ جو پیغام دین حق دیتا ہے وہ یہاں جگہ جگہ لکھا ہوا موجود ہے- میرے دین کا لب لباب یہ ہے کہ سیدھے اور صحیح راستے پر چلا جائے یعنی "KEEP TO THE RIGHT" اور یہاں آپ کے ملک میں جگہ جگہ یہی لکھا ہوا ہے- اس طرح "دائیں ہاتھ چلیں" کے انگریزی الفاظ سے ہی "صحیح اور سیدھے راستہ پر چلنے" کا مضمون آپ نے درست طور پر دعوت الی اللہ کے لئے برجستہ اور برمحل استعمال کر کے ان لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا- اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خاص خوبی عطا کی تھی کہ ایک لفظ سے مختلف معنوں کے استعمال سے آپ دلچسپی پیدا کر کے اپنا مقصد پورا فرما لیتے تھے اور یہ اس کی ایک مثال ہے- دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرتا چلا جائے-

ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں ہفتہ خواندگی

وزیر اعلیٰ پنجاب جناب منظور احمد وٹو کے منشور کے مطابق ملک میں خواندگی کی مہم کے سلسلہ میں صوبہ بھر کے تمام کالجز نے خواندگی عام کرنے کے لئے مجوزہ پروگرام کے تحت یکم ستمبر تا ۷ ستمبر ہفتہ خواندگی منایا۔ گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ سے بھی کالج کی وائس پرنسپل صاحبہ اور ایک سینئر پروفیسر کی نگرانی اور رہنمائی میں ۱۳ طالبات نے مکمل منصوبہ بندی اور پروگرام کے مطابق احمد نگر میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کے احاطہ میں پورا ہفتہ کلاس لگائی جس میں زیادہ سے زیادہ حاضری ۱۴۱ رہی۔ دس سال سے زائد عمر کی بچیوں اور بڑی عمر کی ناخواندہ خواتین نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ طالبات نے انتہائی دلچسپی اور لگن کے ساتھ روزانہ صبح ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک باقاعدگی کے ساتھ جمعۃ المبارک اور ۶ ستمبر کی عام تعطیل کے دن بھی کلاس کو پڑھایا۔ خواندگی اور تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے طالبات نے حروف تہجی گنتی اور مختلف دلچسپ ماٹوز چارٹ پر لکھ کر کمرے میں آویزاں کئے۔ نیز تعلیم سے متعلق پنجابی سلوگن (Slogans) خواتین اور بچیوں کو یاد کروائے۔ جنہیں وہ بہت شوق سے باآواز بلند اکٹھے کلاس میں دہراتی تھیں۔ کلاس میں آنے والی بچیوں اور خواتین کی حوصلہ افزائی کے لئے روزانہ کاغذ، پین، پنسل، مٹھائی یا ٹافیاں تقسیم کی جاتی رہیں۔ اس کے علاوہ چاک سے بلیک بورڈ پر مشق کروائی جاتی رہی۔

دوران ہفتہ ان بچیوں اور خواتین کو اللہ، محمد، اپنا نام، گاؤں کا نام، پاکستان، گھر کے افراد کے نام، حروف تہجی اور ۱۰ تک گنتی لکھنا سکھائی گئی۔ جس میں بچیوں کے ساتھ ساتھ بڑی عمر کی خواتین نے بھی حیرت انگیز طور پر شوق اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اور صرف چند بار سکھانے سے بہت اچھا سیکھ گئیں۔ ان کوششوں کے نتائج تسلی بخش اور خوشکن رہے۔ چونکہ پڑھانے والی ٹیم کی زیادہ طالبات احمد نگر سے ہی تعلق رکھتی ہیں اس لئے ناخواندہ بچیوں اور خواتین کو کہا گیا کہ وہ ہفتہ خواندگی کے بعد بھی ان طالبات سے رابطہ رکھیں اور علم سیکھنا جاری رکھیں۔ نیز ہیڈ مسٹریس صاحبہ سے بھی درخواست کی گئی کہ سکول میں داخلہ کے وقت ہر ممکن مالی اور اخلاقی مدد دیں۔ اس دوران ناخواندگی کی بعض وجوہات بھی سامنے آئیں۔ مثلاً

(۱) دیہی علاقوں کے لوگ بچیوں کی تعلیم پر روپیہ خرچ کرنے کی بجائے وہی روپیہ ان کے جہیز کی تیاری میں صرف کرنا بہتر سمجھتے ہیں۔

(۲) غربت کی وجہ سے سکول بھجوانے کی بجائے مزدوری کروانے کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۳) بچے اساتذہ کی سختی کی وجہ سے سکول جانے سے خائف ہوتے ہیں۔

اگر اس قسم کے مسائل حل ہو جائیں تو وطن عزیز میں خواندگی نیز تعلیم کی شرح بڑھ سکتی ہے۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۹۷۱۹ میں فرحانہ پاشا زوجہ مکرم سید غلام احمد فرخ قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار الصدر شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴۔۷۔۲۷ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی وزنی ۳۵۱ گرام مالیتی = ایک لاکھ اٹھائیس ہزار ایک سو پندرہ روپے (۲) حق مہر تیس ہزار روپے (بذمہ خاوند محترم) اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ فرحانہ پاشا زوجہ سید غلام احمد فرخ بیت البرکات دار الصدر شرقی ربوہ گواہ شد نمبر ۱ سید محمود احمد ناصر ولد حضرت میر محمد اسحاق (وفات یافتہ) دار الصدر شرقی ربوہ گواہ شد نمبر ۲ سید خالد احمد وصیت نمبر ۲۱۴۴۱

مسل نمبر ۲۹۷۲۰ میں سکینہ پروین زوجہ ماسٹر بشارت احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار العلوم وسطی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴۔۸۔۲۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) ترکہ والدین ۱۰ مرلہ زمین واقع ۳۴/۵۲ دار العلوم وسطی ربوہ موجودہ قیمت اندازاً ۷۵۰۰۰ روپے (۲) حق مہر ۲۰۰۰ وصول شدہ (۳) طلائی زیورات وزنی ساڑھے چار تولہ مالیتی ۱۸۰۰۰ روپے (۴) نقد ۶۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ سکینہ پروین زوجہ ماسٹر بشارت احمد ۳۴/۵۲ دار العلوم وسطی ربوہ گواہ شد نمبر ۱ بشارت احمد ولد چراغ دین صاحب وصیت نمبر ۱۵۹۰۲ گواہ شد نمبر ۲ محمد یوسف ولد جلال دین صاحب ۳۴/۵۲ دار العلوم وسطی ربوہ

مسل نمبر ۲۹۷۲۱ میں محمد اشرف ڈھلو ولد اللہ لوک قوم ڈھلو پیشہ دوکانداری عمر ۵۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴۔۴۔۲۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) ایک مکان واقع ترگڑی برقبہ چار مرلے مالیتی ستر ہزار روپے (۲) تین دوکانیں برقبہ پونے چار مرلہ مالیتی ستر ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰۰ روپے ماہوار بصورت دوکانداری مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد اشرف ڈھلو ولد اللہ لوک ترگڑی ضلع گوجرانوالہ گواہ شد نمبر ۱ مبارک احمد ظفر وصیت نمبر ۱۱۷۴۱ گواہ شد نمبر ۲ عبد المجید بھٹی ولد محمد حسین سیکرٹری مال ترگڑی ضلع گوجرانوالہ

مسل نمبر ۲۹۷۲۲ میں خلعت تسنیم زوجہ چوہدری تسنیم احمد قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴۔۵۔۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) حق مہر ۴۵۰۰۰ روپے بذمہ خاوند محترم (۲) زیورات طلائی ۸ تولہ مالیتی ۳۲۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ خلعت تسنیم زوجہ چوہدری تسنیم احمد سول لائن شیخوپورہ گواہ شد نمبر ۱ چوہدری عبد الرشید خالد روڈ شیخوپورہ گواہ شد نمبر ۲ ملک مبشر احمد منظور ۱۸۔ اقبال پارک شیخوپورہ

مسل نمبر ۲۹۷۲۳ میں زاہدہ تبسم بنت چوہدری عبد الرشید قوم کمبوہ پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی ساکن خالد روڈ مسلم گنج شیخوپورہ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴۔۷۔۲۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ زاہدہ تبسم بنت چوہدری عبد الرشید 103 S II 2 B خالد روڈ مسلم گنج شیخوپورہ گواہ شد نمبر ۱ چوہدری عبد الرشید (والد موصیہ) خالد روڈ مسلم گنج شیخوپورہ گواہ شد نمبر ۲ ملک مبشر منظور ۱۸۔ اقبال پارک شیخوپورہ

بقیہ صفحہ ۱

ایمان) اپنے ایمان کو اور زیادہ بڑھائیں اس طرح کرنے سے وہ ان انعامات کے وارث ہو جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے ایسے بندوں کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں۔

(از خطبہ ۲۵۔ اگست ۱۹۱۶ء)

(خصوصاً ہومیوپیتھک) ڈاکٹرز متوجہ ہوں

ہمارے تیار کردہ ہومیوپیتھک مرکبات کے فری سیمپلز اور لٹریچر کیلئے بذریعہ خط یا ٹیلیفون رابطہ کریں۔

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ربوہ گولبازار

فون: 04524-771 / 04524-211283 فیکس 04524-212299

احمد برادرز

• فرج • فریزر • کوکنگ رینج • گیزر • واشنگ مشین • ہیٹر کیلئے

شہناز پلازہ چاندنی چوک راولپنڈی

فون: 420958 / 841045

خبریں

ربوہ : 22 اکتوبر۔1994ء
موسم معتدل ہے
درجہ حرارت کم ازکم 18 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 30 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ مفاہمت کے لئے نواز شریف کی شرائط پر غور کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں حکومت پر زور دوں گا کہ وہ کشمیر وفد پر جانے کے لئے نواز شریف کی شرائط مان لے۔ انہیں پورے اختیار اور احترام کے ساتھ کشمیر وفد کی قیادت دی جائے گی امید ہے کہ نواز شریف حکومت سے تعاون کریں گے۔ صدر نے یہ باتیں آزاد کشمیر کے وزیراعظم سردار عبدالقیوم سے بات چیت کے دوران کہیں جنہوں نے صدر کو نواز شریف کی مصالحتی شرائط پہنچائیں۔

○ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہمارے سیاسی مخالفین کو جب حکومت ملتی ہے تو وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے دولت جمع کرتے ہیں۔ لیکن ہم دولت مندوں کو مزید دولت مند نہیں بنانا چاہتے۔ ہم سب کی حالت بدلنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ سابق حکمران اپنا ناجائز سرمایہ بچانے کے لئے ہڑتالیں کروا رہے ہیں۔ ہم ترقی کی طرف مارچ جاری رکھیں گے۔ ہمارے نزدیک سیاست اور حکومت، تجارت نہیں عبادت اور بندگی ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ بھلائی اسی میں ہے کہ ہمارا پیکیج مان لیا جائے۔ ہمارا اگلا اقدام حتمی اور بھرپور ہو گا۔ حکمرانوں کو اسلام آباد سے اٹھا کر باہر پھینک دیں گے۔ تحریک نجات نے بے نظیر کو آئینہ دکھا دیا ہے۔ راولپنڈی سٹیڈیم میں جو کچھ ہوا وہ حکومت پر عدم اعتماد تھا۔ کراچی سے خیبر تک کے عوام نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔

○ وزیراعلیٰ پنجاب منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ عوام نے احتجاجی سیاست کو مسترد کر کے اپنا آخری فیصلہ دے دیا ہے۔ سیاسی قوتوں کو اپنی بقا کے لئے اقتصادی ترقی کے حق میں اس فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ ورنہ ان کا سیاسی مستقبل تاریک ہو جائے گا۔

○ قائد حزب اختلاف نے اسمبلیوں کے ایوانوں میں تحریک چلانے کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن کے منتخب نمائندوں اور کارکنوں پر حکومتی ظلم و تشدد اور ہتھکنڈوں کو منظر عام پر لایا جائے گا۔

○ وفاقی حکومت نے ٹیکسٹائل سیکٹر میں ڈیڑھ ارب سے زائد کے قرضے معاف کرنے یا ان کی ادائیگی مؤخر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

وزیراعظم نے اس سکیم کی منظوری دے دی ہے۔ اس میں ۸۰۔ سے زائد بڑے بڑے گروپ شامل ہیں۔ سٹیٹ بینک، پاکستان بینکنگ کونسل اور قومی بینکوں سے صلاح و مشورے کے بعد وزارت خزانہ اور وزارت تجارت کے حکام نے بیمار ٹیکسٹائل ملوں کے بارے میں کیس تیار کر لیا ہے۔ قومی بینکوں نے اس سلسلے میں چالیس کیسوں کے بارے میں ابتدائی معاملات مکمل کر لئے ہیں۔ وزیراعظم نے کہا ہے کہ قرضوں کی ری شیڈولنگ کے سلسلہ میں سیاسی دباؤ قبول نہ کیا جائے اور فیصلے میرٹ پر کئے جائیں۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ ولی خان پنجابی وزیراعظم کا نعرہ لگا کر لسانی بنیادوں پر ملک توڑنا چاہتے ہیں۔ بعض لوگوں کو پنجاب میں اور کچھ نہیں ملا تو وہ لوگوں کو شیعہ اور سنی بنا کر لڑانا چاہتے ہیں۔

○ بجلی کے نرخوں میں اضافے کا حتمی فیصلہ ۲۷۔ اکتوبر کو ہو گا۔

○ امریکہ نے پاکستان پر عائد تجارتی پابندیاں اٹھانے سے انکار کر دیا۔ سیکرٹری خارجہ مسٹر نجم الدین شیخ نے امریکی وزیر خارجہ سے اس ضمن میں ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ایم ۱۱۔ میزائیلوں کا مسئلہ سر فہرست رہا۔

○ کراچی میں مزید تین افراد ہلاک ہو گئے۔ گھر گھر تلاشی کے دوران ۸۴۔ ہتھیار برآمد کر لئے گئے۔

○ وزیراعلیٰ پنجاب کے مشیر چوہدری غلام عباس نے کہا ہے کہ تھانے نیلام ہوتے ہیں اور بے گناہ پکڑے جاتے ہیں۔ مجرموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ ہر کرپٹ کے پیچھے ایک لیڈر کھڑا ہے۔

○ اپوزیشن لیڈر سینیٹر چوہدری شجاعت حسین نے کہا کہ ہم شرافت کی سیاست کے قائل ہیں لیکن کسی کو بدمعاشی نہیں کرنے دیں گے۔

○ عالمی بینک نے غازی بھروتہ ڈیم کے لئے ۵۰۔ ارب روپے کے قرضے کی منظوری دے دی ہے۔ وزارت پانی و بجلی اور واپڈا کے سینئر حکام کی واشنگٹن ڈی سی میں عالمی بینک کے حکام سے بات چیت کامیاب رہی۔

○ بیگم نصرت بھٹو نے کہا ہے کہ بھٹو کا منشور ختم ہو چکا ہے۔ اب ضیاء کے لوگ حکومت کے ساتھی ہیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ میرے حلقہ انتخاب میں عوام کے لئے کوئی ترقیاتی کام نہیں کیا جا رہا۔

○ سینٹ کے چیئرمین مسٹر وسیم سجاد اور قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی پر مشتمل ایک مفاہمتی کمیٹی بنانے پر اتفاق کیا گیا ہے مسٹر گیلانی کی وطن واپسی کے بعد دونوں کی ملاقات کے دوران پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس اور حکومت اور اپوزیشن کی محاذ آرائی ختم کرانے سے متعلق امور کا جائزہ لیا جائے گا۔ یہ مفاہمتی کمیٹی بنانے کے تجویز قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے امور خارجہ کے چیئرمین مولانا فضل الرحمان نے پیش کی تھی انہوں نے کہا کہ حکومت خیر سگالی کے طور پر تمام گرفتار شدہ اپوزیشن لیڈروں اور کارکنوں کو رہا کر دے گی۔ مولانا نے بتایا کہ گوہر ایوب نے میری تجویز سے اتفاق کر لیا ہے۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو کے دورۂ فرانس کے دوران ایٹمی پاور پلانٹ کے معاہدں کی بحالی پر بھی غور ہو گا۔ اس بات پر اتفاق رائے ہو گیا ہے کہ فرانس کی این پی ٹی میں شمولیت کے بعد پاکستان کو ۹۰۰ میگاواٹ کا ایٹمی پاور پلانٹ کیسے فراہم کیا جائے۔ پاکستان کی وزیراعظم اپنے ملک میں سرمایہ کاری کے لئے اہم فرانسیسی شخصیات سے بھی ملاقات کریں گی۔

○ تمام بڑے شہروں میں سیلز ٹیکس، کسٹمز سنٹرل ایکسائز کے اعلیٰ عہدیدار تبدیل کر دیئے گئے۔ ڈیڑھ درجن سے زائد کسٹم و سنٹرل ایکسائز کے اسسٹنٹ کلکٹر فیلڈ سے ہٹا کر ڈائریکٹوریٹ میں لگا دیئے گئے۔

○ کراچی میں دہشت پسندوں کے ہاتھوں کئی پولیس والوں کی حفاظت کے بعد باوردی پولیس والوں کی حفاظت کے لئے سادہ لباس میں پولیس کو تعینات کر دیا گیا ہے۔

○ انڈونیشیا سمیت ۵۔ ممالک کو سلامتی کونسل کا غیر مستقل رکن منتخب کر لیا گیا ہے۔ جرمنی، اٹلی، ہونڈراس، بوٹسوانہ اور انڈونیشیا دو سال کے لئے سلامتی کونسل کے عارضی رکن ہوں گے۔

○ وزیر اطلاعات مسٹر خالد خان کھرل نے کہا ہے کہ نواز شریف کے پیکیج پر کوئی بات نہیں ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن لیڈر کا اقوام متحدہ میں وفد کی قیادت کا اعلان خوش کن ہے لیکن جنرل اسمبلی میں تقریروں سے زیادہ لابنگ کی ضرورت ہے۔

○ بھارت اور اسرائیل نے ایک دوسرے کو انتہائی پسندیدہ اقوام قرار دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس معاہدے پر ۲۰۔ دسمبر کو نئی دہلی میں دستخط ہوں گے۔

○ امریکی صدر مسٹر کلنٹن نے اپنے اس موقف کا پھر اعادہ کیا ہے کہ اگر بوسنیا پر سے ہتھیاروں کی فراہمی پر سے پابندی نہ اٹھائی گئی تو ان کا ملک بوسنیا کو یکطرفہ طور پر اسلحہ فراہم کر دے گا۔

(ہومیوپیتھک) ٹانک ڈراپس
(خصوصاً ادھیڑ عمر اور بوڑھے افراد کیلئے)
زود اثر ہومیوپیتھک فارمولا جو اعصاب اور دماغ اور جسم کو تقویت دیتا ہے۔ تھکن اور جسمانی کمزوری کو دور کرتا ہے اور طبیعت کو ہشاش بشاش اور توانا رکھتا ہے قیمت ۴۰ روپے
کیور ہومیوپیتھک میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ
فون: 771-04524 ، 04524-212299 فیکس: 04524-211283

اکسیر موٹاپا 30/-
ہمدرد نسواں (حبوب اٹھراء) 15/-
دوائی فضل الٰہی برائے اولاد نرینہ 150/-
زد جام عشق 600/-
اکسیر لیکوریا کیپسول 30/-
کلین اپ چہرے کے غیر ضروری بالوں کیلئے 15/-
سفوف اکسیر شوگر 30/-
جدید دواخانہ خدمت خلق گولبازار۔ ربوہ فون: 659